من احسن عملا'' (اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ بہت سی فتوحات عطا فرمائیں، وہ ملکِ روم (جیسی عظیم مملکت) میں جہاد کرتے، مالِ فئی وغنیمت تقسیم کرتے اور حدود اللہ قائم (جاری) کرتے تھے، اللہ تعالیٰ اچھا عمل کرنے والے کا اجر ضائع نہیں کرتا۔'' (سیرۃ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، صفحہ ۴۰۴ جلد ۱)

یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے منصبی فرائض نہ صرف ادا کیے بلکہ ایسے عمدہ اور اچھے طریقے سے ادا کیے کہ اس پر اس اللہ تعالیٰ سے، جو کسی کے بھی اچھے عمل کا اجر ضائع نہیں کرتا، اجر وثواب کی بجا طور پر امید کی جاسکتی ہے۔

علماءِ سلف کے ان تبصروں سے یہ بات بخوبی معلوم ہو جاتی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے خلیفۂ راشد کے زیرِ بحث تمام منصبی فرائض پوری طرح ادا کیے تھے اور بتایا جا چکا ہے کہ جو مسلمان حکمران یہ تمام فرائض بجالائے وہ خلیفۂ راشد ہوا کرتا اور جس حکومت میں یہ فرائض انجام پائیں وہ خلافتِ راشدہ ہوا کرتی ہے۔ لہٰذا حضرت معاویہ بھی خلیفۂ راشد ہوئے اور ان حکومت بھی خلافتِ راشدہ ہوئی۔ اور اب ملاحظہ ہو کچھ اور حوالوں سے بھی۔

بحوالۂ ضابطۂ تقررِ خلیفہ:

امام ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے تقررِ خلیفہ سے متعلق یہ ضابطہ بیان فرمایا ہے کہ:

''مسلمانوں پر ایسے خلیفہ کا مقرر کرنا جو جامع شرائط خلافت ہو، فرضِ کفایہ ہے (اور) قیامت تک (فرض رہے گا۔'') (ازالۃ الخفاء مترجم صفحہ ۱۷ جلد ۱)

آگے لکھا ہے کہ:

''اگر کسی ایسے شخص کو لوگ، خلیفہ بنائیں، جس میں یہ شرائط نہ پائی جاتی ہوں تو اس کی خلافت کے بانی گناہگار ہوں گے۔'' (ایضاً صفحہ ۲۳، جلد ۱)

اور اب دیکھیے اس ضابطہ کی روشنی میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو۔

اتنی بات تو یقینی اور ایک ناقابلِ انکار تاریخی حقیقت ہے کہ دورِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے تمام اربابِ حل وعقد صحابہ رضی اللہ عنہ وتابعین رحمہم اللہ نے بالاتفاق حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا اور اس وقت کے عوام وخواص تمام مسلمانوں نے ان کو اپنا خلیفہ مانا تھا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، اسی لیے تاریخ میں اس سال کو ''عام الجماعۃ'' یعنی مسلمانوں کی اجتماعیت کا سال، کہا جاتا ہے۔

اب اس استخلاف یعنی خلیفہ بنانے کی دو ہی صورتیں ہوسکتی ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، خلافت کے مستحق یعنی اس کی تمام شرطوں کے جامع ہوں اور ان کو خلیفہ بنانے والے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ نے خلافت کے مستحق شخص کو ہی خلیفہ بنایا اور مقرر کیا ہو...... اور دوسری یہ کہ وہ خلافت کے مستحق اور اس کی تمام شرطوں کے جامع نہ ہوں اور ان کو خلیفہ بنانے والوں نے ایک غیر مستحقِ خلافت اور غیر جامعِ شرائط شخص کو خلیفہ بناڈالا ہو۔

اگر دوسری صورت فرض کی جائے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے والے تمام اربابِ حل وعقد، تمام صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ اور تمام مسلمانوں عوام وخواص مسلمانوں مذکورہ ضابطہ کی شق ۲ کے تحت گناہ گار ہونا لازم

آ تا ہے۔ اوران تمام صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ کا یوں اجتماعی طور پر گناہ گار ہونا، باطل ہے۔

ایک تو اس لیے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ، صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ کا زمانہ ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر القرون یعنی اس امت کا بہترین زمانہ فرمایا ہے۔ **خیر امتی قرنی ثم الذین یلونہم الخ** ...... اگر اس سارے ہی قرن کو گناہ گار مانا جائے تو وہ خیر القرون نہیں رہتا بلکہ شر القرون ٹھہرتا ہے۔ جس میں العیاذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب لازم آتی ہے۔

اور دوم اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کی یہ فضیلت بیان فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو گناہ اور معصیت پر جمع نہ کرے گا...... **ان اللہ لا یجمع امتی علی الضلالہ** ...... تو جو امت، اللہ کے فضل وکرم اور ببرکتِ نبی مکرم، گناہ پر جمع ہونے سے محفوظ ہو، یہ نہیں ہوسکتا کہ صحابہ وتابعین پر مشتمل اس کا ہراول دستہ ہی پورا گناہ پر جمع ہوجائے۔

سوم اس لیے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت، حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی صلح کے نتیجہ میں منعقد ہوئی تھی اور یہ صلح، اللہ ورسول کی پسندیدہ ہے، چنانچہ ارشادِ خداوندی...... **فمن عفا واصلح الخ** ...... میں بتصریح شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے نزدیک اسی صلح کی طرف اشارہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی تو اس صلح کے بارے میں مشہور ہی ہے، جس کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے فضائل میں دیکھا جاسکتا ہے تو جو خلافت، اللہ ورسول کی پسندیدہ صلح کے نتیجہ میں منعقد ہوئی ہو، ہرگز ہرگز باور نہیں کیا جاسکتا کہ اس کے بانی صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ بالخصوص حضرت حسن رضی اللہ عنہ اس میں گناہ گار ٹھہرے ہوں۔

چہارم اس لیے کہ اگر یہ سارا ہی طبقہ یوں یک لخت گناہ گار قرار پاجائے تو پھر بعد والی ساری امت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دینی وایمانی رشتہ ہی منقطع ہوکر رہ جاتا ہے کیونکہ بعد والوں کو دین وایمان ان صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ کے واسطہ سے ہی پہنچا ہے۔

جب ان تمام صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ اوران تمام مسلمانوں کا یوں بیک جنبش گناہ گار ہونا باطل ہوا تو ان کا ایک غیر مستحق خلافت اور غیر جامع شرائطِ خلافت شخص کو خلیفہ بنانا باطل ہوا۔ لہٰذا پہلی صورت ہی متعین ٹھہری کہ ان حضرات نے خلافت کے مستحق اور اس کی شرائط کے جامع شخص کو ہی خلیفہ بنایا تھا۔ اور یہ اوپر بیان ہوچکا ہے کہ جب لوگ، کسی مستحقِ خلافت شخص کو خلیفہ بنائیں وہ خلیفہ راشد ہی ہوا کرتا ہے۔ مَلِک وبادشاہ نہیں ہوا کرتا۔ لہٰذا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس ضابطہ کے حوالہ سے بھی خلیفۂ راشد ہی ثابت ہوئے نہ کہ مَلِک وبادشاہ۔

(جاری ہے)

ناموسِ رسالت کا عظیم شہید
سیدنا حبیب بن زید رضی اللہ عنہ

ارشاد الرحمٰن

حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ اور آپ کے والد زید بن عاصم رضی اللہ عنہ اس ستر بابرکت آدمیوں میں شامل تھے۔ جنہیں بیعت عقبہ ثانیہ کا شرف واعزاز حاصل ہے۔ آپ کی والدہ حضرت نسیبہ بنت کعبؓ ان دو عورتوں میں سے ایک تھیں، یعنی آپ نسلی مسلمان تھے اور ایمان آپؓ کے رگ وپے میں اترا ہوا تھا۔ آپ نے ہجرتِ مدینہ کے بعد جوار رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس طرح زندگی گزاری کہ کسی غزوہ میں شرکت اور کسی فرض کی ادائیگی سے کبھی پیچھے نہ رہے۔

اس دور میں ایک روز ایسا بھی آیا کہ آپؓ نے جنوبی جزیرہ عرب میں دوسر پھرے جھوٹوں کو دیکھا جو نبوت کا دعویٰ کرتے تھے اور لوگوں کو گمراہی کی طرف لیے جا رہے تھے۔ ان میں ایک صنعاء میں نمودار ہوا جس کا نام اسود بن کعب عنسی تھا اور دوسرا یمامہ میں منظر پر آیا اس کا نام مسیلمہ کذاب تھا۔ ان دونوں کذابوں نے اپنے اپنے قبیلوں میں لوگوں کو ان مؤمنین کے خلاف اکسانا اور بھڑکانا شروع کر دیا، جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا تھا اور لوگوں کو ورغلانا شروع کر دیا کہ وہ ان علاقوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ گئے اور خود نبوت کے دعویدار بن بیٹھے اور زمین کو فساد و گمراہی سے بھرنے لگے۔

اچانک ایک روز مسیلمہ کی طرف سے بھیجا ہوا ایک نمائندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جو مسیلمہ کا ایک خط لایا تھا جس میں مسیلمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا تھا:

> ''مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کی طرف! تم پر سلامتی ہو، اما بعد! سن لیں کہ میں اس معاملے میں تمہارا شراکت دار ہوں۔ آدھی زمین ہماری ہوگی اور آدھی قریش کی، مگر قریش ایک ایسی قوم ہے جو ظلم کرتی ہے!''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کے خط کا جواب ان الفاظ میں املا کرایا:

> ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
>
> محمد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کی طرف! سلام اسی شخص کے لیے ہے جو ہدایت کی پیروی اختیار کرلے۔ اما بعد!
>
> سن لو کہ! زمین تو اللہ تعالیٰ کی ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے۔ لیکن اچھا انجام ڈر جانے والوں کا ہی ہوگا!''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ سپیدہ سحر کی مانند نمودار ہوئے اور بنوحنیفہ کے کذاب کو رسوا کر کے چھوڑ گئے۔ جس نے نبوت کو بادشاہت سمجھ لیا تھا اور نصف زمین اور نصف رعایا کا مطالبہ کرنے لگا تھا۔

مسیلمہ کے ہرکارے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جواب مسیلمہ تک پہنچایا تو وہ مزید گمراہی میں پڑ گیا اور لوگوں کو مزید گمراہ کرنے لگا۔ یہ کذاب اپنا افک و بہتان پھیلانے لگا اور مومنوں کو دی جانے والی سزاؤں کو اُس نے بڑھا دیا۔ لوگوں کو اُن کے خلاف کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صورت حال میں اس کی طرف ایک خط بھیجنے کا فیصلہ کیا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اس کی حماقتوں سے منع کرنا چاہتے تھے۔ اس مقصد کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ انتخاب حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ پر پڑی کہ آپؓ یہ مکتوب مسیلمہ تک پہنچائیں۔ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے تیز قدمی سے سفر شروع کر دیا تاکہ اس مہم کو بخوشی سر کریں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نیت سے ان کو سونپی تھی کہ مسیلمہ کا دل حق کی طرف رہنمائی پالے۔

جناب حبیب بن زید رضی اللہ عنہ نے مطلوبہ مقام پر پہنچ کر خط مسیلمہ کے حوالے کر دیا۔ مسیلمہ کذاب نے خط کھولا تو خط نور و ضیاء نے اس کی آنکھیں اندھی کر دیں اور غرور و ضلالت میں اور بڑھ گیا۔ ادھر دین عظیم یعنی اسلام کے معیارات اور پیمانوں نے چاہا کہ عظمت و بطولت کے وہ دروس جو اس نے مکمل طور پر انسانیت کے سامنے پیش کر دیے ہیں ان کے اندر ایک نیا درس شامل کر دے جس کا موضوع اور استاد اس بار جناب حبیب بن زید رضی اللہ عنہ ہوں!

مسیلمہ ایک شعبدہ باز سے زیادہ کچھ نہ تھا۔ وہ جگہ جگہ شعبدہ بازی کرنے والوں کی تمام تر عادات و خصائل اپنے اندر رکھتا تھا۔ اس طرح اس کے اندر کوئی مروت تھی نہ عرب نسلیت اور نہ کوئی آدمیت جو اس کو اس پیغام رساں کے قتل سے باز رکھتی۔ جس کا عرب بڑا احترام کرتے اور مقدس جانتے تھے۔

مسیلمہ کذاب نے اپنی قوم کو ایک روز اکٹھے ہونے کا کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام رساں جناب حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کو لایا گیا جن کے اوپر اس تشدد سے تعذیب کے آثار دکھائی دے رہے تھے جو مجرموں نے ان کے اوپر توڑے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اس طرح وہ جناب حبیب رضی اللہ عنہ کی روح شجاعت کو سلب کر لیں گے اور آپؓ لوگوں کے سامنے آئیں گے تو مطیع ہو چکے ہوں گے اور جب مسیلمہ پر ایمان لانے کے لیے کہا جائے گا تو فوراً ایمان لے آئیں گے۔ کذاب اور مکار اس طریقے سے ذہن میں تیار کیا ہوا معجزہ اپنے فریب خوردہ پیروکاروں کے سامنے دکھانا چاہتا تھا۔ مسیلمہ نے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا تم یہ شہادت دیتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں؟

حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہاں! میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں!

جناب حبیب رضی اللہ عنہ کے منہ سے یہ کلمات نکلے تو رسوائی اور ناکامی کی زردی نے مسیلمہ کا چہرہ زرد کر دیا اور اس نے پھر سوال کیا تم یہ شہادت دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟